ABC Certified
Weekly MASAEL Quetta
مسائل آپ کے اجاگر ہم کرینگے
ہفت روزہ مسائل کوئٹہ
ایڈیٹر: اسرار محمد کھیتران
03136823946
masaelqta@gmail.com
جلد نمبر: 22 | یکم نومبر تا 7 نومبر 2019ء | قیمت 8 روپے | شمارہ نمبر: 41

کوئٹہ میں پلاسٹک بیگس پر پابندی ناگزیر

تحریر: محمد نذیر نور
(انفارمیشن آفیسر)

پلاسٹک مصنوعات کا استعمال گوکہ آج ہمارے لئے روزمرہ کی ضرورت بن چکی ہے ۔ گاڑیاں ،الیکٹرونک آلات، فرنیچرز، کپڑے، برتن، میڈیکل آلات اور خوراک کی خرید وفروخت میں شامل ہیں۔تاہم ستم ظریفی یہ ہے کہ جو چیز ہماری سہولت اور استحکام کے لئے پیدا کی گئی تھی اب وہ ہمارے لئے ایک عذاب بن چکی ہے۔پلاسٹک آلودگی ان بڑے مسائل میں سے ایک ہے۔جس کا آج دنیا بھر کو سامنا ہے۔یہ ہماری زمین، ماحول، پانی، ہوا حتی کہ ہماری صحت کو بھی متاثر کر رہی ہے۔خوارک میں پلاسٹک کے چھوٹے چھوٹے زرات شامل ہونے سے انسانی صحت کو شدید خطرات لاحق ہورہے ہیں۔لیو ہینڈرک باکلینڈ نے 1907ء میں پہلا منصوعی پلاسٹک ایجاد کیا لیکن شاہد انھیں اس بات کا ادرک ہی نہیں تھا کہ اس کے ایجاد سے کرہ ارض اور اسکے باشندوں پر پڑنے والے اثرات کیا ہونگے۔دنیا بھر میں ہرسال 450 ملین ٹن پلاسٹک پیدا ہوتا ہے جس میں سے صرف 40 فیصد پلاسٹک ایک بار استعمال ہوتے ہیں جوکہ مسئلہ کا سبب بن رہے ہیں۔جبکہ 18 ارب پونڈ سالانہ پلاسٹک سے سمندر آلودہ اور سمندری حیات کو نقصان پہنچ رہا ہے۔جو شاہد پلاسٹک بیگ، تنکے، بوتلیں، کٹلری اور پیکنگ جیسے سنگل استعمال سے ہے۔1950 سے 2015 تک پیدا ہونے والے تمام پلاسٹک میں سے صرف 9 فیصد ری سائیکل ہوئے جبکہ باقی کو جلایا جارہا ہے جس سے زہریلہ دھواں جاری ہے یا سمندروں میں پھینکا جارہا ہے جوکہ آب ہمارے لئے عذاب بن رہا ہے۔پلاسٹک سو سال بھی زمین میں دھبے رہنے کے باوجود ضائع نہیں ہوتا۔اسے تلف ہونے میں کئی صدیاں لگتی ہیں لہذا یہ چھوٹے چھوٹے زرات میں ٹوٹ کر مائکرو پلاسٹک بن جاتے ہیں اور یہ مائیکرو پلاسٹک پانی ،خوراک اور نمک کے زریعہ ہمارے جسم میں داخل ہورہا ہے۔پاکستان ،چین ،انڈونیشیا ،فلپائن اور ویتنام جیسے پلاسٹک فضلہ پیدا کرنے والے ممالک میں شامل نہیں تاہم تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی ،صارفین میں اضافہ اور معاشرتی شعور کی کمی سے ہم پلاسٹک کے فضلات کو اپنی زمین اور دریاؤں میں ڈال رہے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق ہم ایک سال میں تقریباً 55 ارب روپے کے پلاسٹک تھیلے استعمال کرتے ہیں جس میں سنگل استعمال، کٹلری، کراکری اور پیکجنگ میٹریل کا کوئی حساب نہیں۔جبکہ ہر سال ملک میں پلاسٹک کے استعمال میں 15 فیصد اضافہ ہورہا ہے۔آٹھ ہزار کارخانوں میں تقریباً 50 ارب سے زائد پلاسٹک تھیلے اور پلاسٹک اشیاء تیار ہوتی ہیں جوکہ ہمارے بڑے شہروں میں ماحولیاتی آلودگی ،سیوریج کے نظام میں خلل اور کچرے میں اضافے جیسے مسائل پیدا کررہے ہیں۔ماہرین ماحولیات نے خبردار کیا ہے کہ پلاسٹک بیگ اور اس سے تیار کردہ اشیاء کا متبادل جلد ڈھونڈا نہیں گیا تو آئندہ چند سالوں میں ہمارے ماحول زمین اور سمندری حیات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے کیونکہ انہیں ٹھکانے لگانے والے ملبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد نے آبی

گزرگاہوں، ماحولیاتی رہائش گاہوں کو آلودہ کرنے اور قیمتی سمندری حیات کوختم کرنے کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔دنیا کے مختلف ممالک میں پلاسٹک تھیلوں پر پابندی عائد ہے برطانیہ،یورپ کے مختلف ممالک حتی کہ بنگلہ دیش، کینیا اور روانڈا جیسے ممالک میں سنگل استعمال پلاسٹک پر مکمل پابندی ہے۔ برطانیہ میں 30 فیصد سے کم ری سائیکل پولیمر کے ساتھ پلاسٹک پیکجنگ پر بھاری ٹیکس عائد ہے،روانڈا میں 2008 سے پلاسٹک تھیلے لے جانے پر پابندی، جرمانے اور جیل کی سزائیں مقرر ہیں۔جس سے ان ممالک میں ماحول صاف ستھرا، سیاحت میں اضافہ اور بیماری کی شرح انتہائی کم ہے۔ہمارے ملک میں اس وقت سنگل استعمال شدہ پلاسٹک پر کئی مرتبہ پابندی لگی لیکن اس پرعمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے یہ عمل سست روی کا شکار ہے لیکن موجودہ حکومت نے اس سنگین صورتحال اور خطرہ کو سمجھتے ہوئے گرین اور کلین پاکستان کے نام سے ایک ملک گیر مہم کا آغاز کردیا ہے۔اس ملک گیر مہم میں ماحول کے تحفظ کے لئے آلودگی میں کمی کے لئے سو ارب درخت لگانے ،سیاحتی مقامات کا تحفظ، کچروں کو بروقت ٹھکانے لگانے ، تجاوزات کا خاتمہ، نکاسی آب کے پانی کو ری سائیکل کرنا،صاف پانی کے ذخیرہ کی بہتری کے علاوہ پلاسٹک تھیلوں پر مکمل پابندی شامل ہیں۔اس مہم کے تحت دارلحکومت اسلام آباد میں پلاسٹک تھیلوں کی خرید و فروخت پر مکمل پابندی عائد کی گئی جوکہ 14 اگست 2019ء سے نافذ العمل ہے۔صوبائی دارلحکومت کوئٹہ سمیت بلوچستان بھر میں چند عرصہ قبل پلاسٹک کے تھیلوں کی خرید وفروخت پر پابندی عائد کردی گئی تھی جس کے بعد متعلقہ حکام نے کریک ڈاون کرتے ہوئے شہر کے مختلف علاقوں میں 12 گوداموں کوسیل کردیا تھا جبکہ پلاسٹک تیار کرنے والوں اور فروخت کنندہ کو دو ماہ کا وقت دیا گیا تھا۔لیکن اس پر عمل درآمد اور نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے یہ بے سود ثابت ہوا۔کوئٹہ شہر میں صرف چھاونی کا علاقہ ہے جہاں پلاسٹک بیگز پر پابندی موثر طریقے سے نافذ ہے۔ ماضی میں لٹل پیرس کے نام سے مشہور شہر میں اس پابندی پر عمل درآمد نہ ہونے سے پلاسٹک کی آلودگی اور کچروں میں آئے روز اضافہ ہورہا ہے۔ملک کے دیگر صوبوں میں پلاسٹک پر پابندی کے بعد صوبے میں پلاسٹک پر پابندی کے فیصلے پر عمل درآمد کرانے کے لئے سخت فیصلے کیے جائیں۔کوئٹہ میں پلاسٹک تھیلوں پر مکمل پابندی عائد کرنے سے قبل حکومت کو ایسی پالیساں اور حکمت عملی مرتب کرنے ہونگے جس سے اس کاروبار سے منسلک افراد اور عوام الناس کو اس بات پر راضی کیا جائے کہ وہ پلاسٹک کی جگہ کپڑوں کے تھیلوں، بائیوڈیگریڈی ایبل شاپنگ بیگس، پلاسٹک ٹوکریاں اور دیگر اشیاء استعمال میں لائیں۔کوئٹہ شہر میں تقریباً 4000 ہزار افراد کا روزگار اس سے وابستہ ہے جبکہ شہر میں روزانہ 4 ٹن پلاسٹک تھیلے سنگل استعمال کے بعد کچرہ دان، نالیوں ،میدانوں اور گلیوں میں پھینکے جاتے ہیں جس سے شہر میں صفائی ستھرائی کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات بے سود ہوجاتے ہیں۔پلاسٹک کے متبادل کاغذیا کپڑے کے تھیلوں کے کارروبار میں منسلک تاجروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔شہر کے مختلف علاقوں کو پلاسٹک کے حوالے سے مختلف زونز میں تقسیم کیا جائے تاکہ ان علاقوں میں پلاسٹک کے کارخانے، ہول سیلرز، گوداموں اور دکانوں کا مکمل ڈیٹا اور معلومات اکھٹی کی جائیں۔پلاسٹک کے کاروبار کے بجائے کاغذی تھیلوں اور کپڑے کی تھیلوں کے کاروبار کو فروغ دیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس جانب راغب ہوسکے۔دیگر صوبوں سے پلاسٹک اور اس کے خام مال لانے پر پابندی لگائی جائے۔شہر کے بڑے بڑے شاپنگ مالز، کمپنیاں، ڈیلرز اور تاجر ایسے پلاسٹک تھیلے صارفین کو مہیا کریں جوکہ صارفین ان تھیلوں کو بار بار استعمال کرسکیں۔دکاندار حضرات کھانے پینے اور دیگر اشیاء خوردنوش پلاسٹک کے بجائے کاغذی تھیلوں میں فروخت کو یقینی بنائیں۔پلاسٹک کے استعمال کے حوالے سے تین R کے فارمولے (کم استعمال، دوبارہ استعمال اور ری سائیکل) کرنے سے پلاسٹک کے کچرے کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوسکتی ہیں۔ دودھ اور دہی کے لئے ایسے ماڈل اور ڈبے تیار کئے جائیں جوکہ دوبارہ استعمال کرنے کے لئے بھری جاسکیں۔بایڈ گریڈ ایبل شاپنگ بیگ متعارف کرائے جائیں اور اس کی تیاری کے لئے مینوفیکچرنگ پلانٹ لگانے اور پلاسٹک کو ری سائیکل کرنے کے لئے پلانٹ لگانے کے لئے بھی حکومتی سرپرستی میں اقدامات کئے جائیں۔ اس عمل سے حکومت معاشی نقصان اور شکایات سے بچنے کے لئے پابندی پر عمل درآمد کرانے میں مشکلات سے بچ سکے گی۔ لہذا حکومت پلاسٹک پر مکمل پابندی کے نافذ سے قبل تمام اسٹک ہولڈرز کو اعتماد میں لے کر ان کے خدشات اور تحفظات کو بروقت دور کرے ۔ دوسری جانب شہریوں کے لئے پلاسٹک کے استعمال ترک کرنے کے لئے مختلف آگاہی پروگراموں کا انعقاد لازمی ہے تاکہ انہیں اس پابندی کے نافذ ہونے پر پیدا شدہ حالات میں کوئی پریشانی نہ ہو اس سلسلے میں لوکل کمیونٹی کے اشتراک سے مختلف علاقوں، یونین کونسل کی سطح پر پلاسٹک کی آلودگی، ماحول پر پڑنے والے مضر اثرات کے بارے میں آگہی کے ساتھ ساتھ انہیں اس مہم میں باقاعدہ کردار ادا کرنے کے لئے شامل کیا جائے۔اور انہیں مختلف مراحل میں پلاسٹک کے تھیلوں کو ترک کرنے، اپنے علاقہ کی صفائی ستھرائی اور ماحول کی بہتری کے لئے آگے آنے کے مواقع فراہم کیے جائیں ۔ ورکشاپس، سیمینارز، واک اور دیگر سرگرمیوں کے انعقاد کو یقینی بنایا جائے جس میں عوام ،تاجر،دکاندار، علماء کرام کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کو بتایا جائے کہ وہ اپنے شہر اور ماحول کے تحفظ کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھاسکتے ہیں۔اسکول اور کالجوں میں پلاسٹک کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرنا اوران کے نصاب میں ماحولیات کے مضامین شامل کیے جائیں۔نئی نسل کو ایسی سرگرمیوں میں شامل کرنے سے مستقبل میں بہت سے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے کیونکہ ان میں احساس ذمہ داری پیدا کرنا کہ ان کی چھوٹی سی کوشش اور اقدام سے ہماری زمین ،ماحول، آبی حیات اور انسانوں کی زندگیوں پر مثبت اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔

پاور سیکٹر کی نجکاری معیشت کی تباہی

تحریر: محمد رمضان اچکزئی

آج کے کالم میں ملک میں توانائی کے شعبے سے متعلق چند حقائق سامنے لائے جا رہے ہیں تاکہ منتخب نمائندوں اور پالیسی سازوں تک ان حقائق کو پہنچایا جا سکے اور امید رکھی جائے کہ وزیر اعظم عمران خان ماضی کی حکومتوں کے غلط فیصلوں کا حصہ بننے کے بجائے ان غلط فیصلوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے ملک کے مفاد میں ایسے فیصلے کریں گے جس سے ملک معاشی طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک بجلی کے شعبے سے متعلق کیے گئے فیصلوں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ قیام پاکستان کے بعد چھوٹے پاور ہاؤسز اور جنریٹرز کے ذریعے بجلی چند بڑے شہروں میں تجارتی شعبے اور اُمراء کے گھروں تک دستیاب تھی اور بجلی کا کنکشن حاصل کرنے میں کئی کئی سال لگتے تھے۔ یہ سلسلہ جاری رہا اور واپڈا ایکٹ 1958ء کے تحت پانی و بجلی کے ترقیاتی ادارے واپڈا کا قیام عمل میں لایا گیا اور اس طرح ایک منظم اور فعال ادارے کے ذریعے ملک میں تربیلا، منگلا، وارسک سمیت کئی چھوٹے بڑے ڈیمز بنا کر ان سے انتہائی کم نرخ پر بجلی حاصل کرنے کے علاوہ زرعی مقاصد کے حصول کیلئے پانی کے ذخیرے کا بھی بندوبست کیا۔ واپڈا نے ملک کے ہر حصے میں پاور ہاؤسز لگائے جن کے ذریعے بجلی کی پیداوار بڑھائی گئی اور سرکاری شعبے میں 132KV، 220KV اور 500KV کی لائنیں اور گرڈ اسٹیشنز قائم ہوئے اور 11KV، 220V اور 440V کی لائنیں اور ٹرانسفارمرز لگا کر ملک کے گوشے گوشے میں بجلی پہنچائی گئی۔ بجلی کی جنریشن، ٹرانسمیشن اور ڈسٹری بیوشن کا ایسا جال بچھایا گیا جس سے ملک میں صنعتی، تجارتی، زرعی اور گھریلو صارفین کی ترقی میں کئی گنا اضافہ ہوا سائیکل اور جانوروں پر سفر کرنے والے بڑی بڑی گاڑیوں اور جائیدادوں کے مالک بن کر خوشحال زندگی گزارنے لگے۔ ملک میں سرمایہ کاری آئی، سرمایے کی ریل پیل سے ملک میں روزگار بڑھا، حکومتوں کے ٹیکسز میں اضافہ ہوا اور ملک دن دگنی رات چگنی ترقی کرتا رہا۔ یہ ترقی 1958ء سے 1994ء تک جاری رہی اس دور میں بجلی سستی اور لوڈ شیڈنگ نہ ہونے کے برابر تھی بجلی چوری کے باوجود واپڈا کا ادارہ سالانہ اربوں روپے منافعے میں رہا۔ 1994ء کے بعد نیم جمہوری اور ڈکٹیٹر ادوار میں واپڈا کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے واپڈا، ٹرانسمیشن لائن کیلئے این ٹی ڈی سی، پاور ہاؤسز کیلئے جینکوز اور ڈسٹری بیوشن کیلئے 16 کمپنیاں بنا کر ان کمپنیوں میں سیاسی پارٹیوں سے تعلق رکھنے والے ناتجربہ کار اور نان پروفیشنل بورڈ آف ڈائریکٹرز تعینات کیے گئے ہیں اور واپڈا کا ادارہ ترقی کے بجائے تنزلی کا شکار ہوا اسی طرح کمپنیز ایکٹ 1984ء اور کمپنیز گورننس رولز 2013ء کے برعکس قائمقام چیف ایگزیکٹو آفیسرز غیر قانونی طور پر تعینات ہونے کی وجہ سے تمام کمپنیوں کے فیصلے بھی غیر قانونی طور پر کیے جا رہے ہیں۔ تمام کمپنیوں میں اعلیٰ سطح پر جنرل منیجرز، چیف انجینئرز، ڈائریکٹر جنرلز اور دیگر اعلیٰ آفیسران کی بہت بڑی تعداد کی تعیناتی نے پاور سیکٹر پر اضافی اخراجات ڈال دیے ہیں جبکہ یہ صورتحال واپڈا میں نہیں تھی بلکہ واپڈا کی ایک مختصر پروفیشنل اتھارٹی جس میں چیئرمین واپڈا، ممبر پاور، ممبر واٹر، ممبر فنانس، چند جنرل منیجرز اور چیف انجینئرز پورے ملک کے بجلی کے مسائل احسن طریقے سے حل کر رہے تھے بجلی کے شعبے میں یہ بگاڑ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی ہدایات کے تحت ہوا۔ ان کمپنیوں کی ری اسٹرکچرنگ کے نام پر اربوں ڈالر ملک میں لائے گئے اور کنسلٹنسی کے ذریعے کئی ارب ڈالر کاغذی ہیرا پھیری سے واپس باہر چلے گئے۔ حکمرانوں اور پالیسی سازوں نے اپنے اپنے حصے کا مال و دولت سمیٹ کر بیرون ملک منتقل کیا جہاں ان کی جائیدادیں اور کاروبار ترقی کرتے رہے، ان کے بچوں کی تعلیم، صحت بیرون ملک رہی اور 1994ء سے اب تک ملک بیرونی 100 ارب ڈالر اور اندرونی 3000 ارب روپے قرضوں کے بوجھ تلے دب چکا ہے بجلی اتنی مہنگی ہو چکی ہے کہ کوئی صنعت، تجارت یا زراعت سے وابستہ صارفین بجلی کے بل دینے کے قابل نہیں رہے ہیں مہنگی بجلی اور لوڈ شیڈنگ نے صنعتی، زرعی اور تجارتی ترقی کو نقصان پہنچایا اور نئی صنعتیں لگنے کا سلسلہ بند ہوا اور پرانی صنعتیں روبہ زوال ہوئیں جس کی وجہ سے معاشی سرگرمیاں مدھم ہو گئیں جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ روس کو فوج یا اسلحے کی وجہ سے شکست نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کی ٹوٹ پھوٹ معاشی بدحالی کے نتیجے میں ہوئی۔ آج 2019ء ملک کے مقدر میں مہنگی بجلی اور لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے صنعت، زراعت اور تجارت کے ساتھ ساتھ گھریلو صارفین کا جینا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ ملک میں ایکسپورٹ کم اور امپورٹ زیادہ ہو گئی ہے، امپورٹ شدہ سامان معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ کم نرخ پر دستیاب ہے۔ صنعتی، زرعی اور تجارتی سرگرمیوں میں کمی کی وجہ سے ملک میں بے روزگاری کا طوفان آ چکا ہے یہی وجہ ہے کہ بے روزگار نوجوان امن کیلئے خطرہ بن چکے ہیں اور ایسے نوجوانوں کو کوئی بھی 05 سے 10 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ دے کر ملک میں بدامنی پھیلانے کیلئے استعمال کر سکتا ہے۔ معاشی ترقی کا رُکنا غربت، جہالت، بیماری، بھوک اور افلاس میں اضافہ کرتا ہے آج ملک میں ایسی صورتحال پیدا ہو چکی ہے کہ ایک طرف مراعات یافتہ طبقہ عیاشی اور مستی میں تمام اخلاقیات آئین اور قانون سے بالاتر نظر آ رہا ہے جبکہ دوسری طرف عام شہری اور پسے ہوئے طبقات مزید مظلومیت کا شکار ہو کر بنیادی انسانی حقوق، جھونپڑی میں رہنے، دو وقت کا کھانا کھانے، پہننے کیلئے کپڑے، پاؤں میں جوتے، بچوں کیلئے تعلیم، صحت اور انصاف سے محروم ہو کر زندہ درگور ہو رہے ہیں جو کہ ملک کے آئین میں زندہ رہنے کے حق اور دیگر بنیادی انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ وزیر اعظم عمران خان کی ماضی کی جتنی بھی تقریریں سنی جائیں تو انہوں نے ملک میں تبدیلی کیلئے لوٹ مار کے خاتمے، ریاست مدینہ کی طرز پر انصاف، احتساب اور مساوات کا نظام متعارف کرانے کی بات کی ہے۔ موجودہ حالات میں وزیر اعظم عمران خان اور ان کی حکومت پاور سیکٹر میں ماضی کے تمام کیے گئے غلط اور کرپشن و بدیانتی پر مبنی فیصلوں کا جائزہ لے جس میں پاور سیکٹر کیلئے اربوں ڈالر لیے گئے قرض کا احتساب کیا جانا چاہیے اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ 1947ء سے 1958ء، 1958ء سے 1994ء، اور 1994ء سے اب تک ان ادوار میں بجلی کے سیکٹر میں ہونے والے فوائد اور نقصانات کیا ہیں اس طرح معلوم ہوگا کہ ماضی کے حکمرانوں اور پالیسی سازوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نجی تھرمل معاہدات (آئی پی پیز) کے ذریعے واپڈا کو کمزور کیا اور بعد ازاں واپڈا کے ادارے کو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی ایماء پر تقسیم کیا اور مہنگی بجلی کی وجہ سے ملک کو معاشی طور پر تباہی کے دہانے پہنچا دیا ہے اور اب ان کمپنیوں کی نجکاری ملک کی معیشت کو مزید تباہی کی طرف دھکیلنے کے مترادف ہے۔ وزیر اعظم عمران خان کفایت شعاری اور اخراجات کنٹرول کرنے کی بات کرتے ہیں اور انہوں نے وزیر اعظم بنتے ہی جس طرح وزیر اعظم ہاؤس میں رہائش اختیار نہیں کی، وزیر اعظم ہاؤس کی بھینسیں اور گاڑیاں نیلام کیں انہیں چاہیے کہ وہ واپڈا کی تقسیم کے بعد کمپنیوں میں اعلیٰ آفیسروں کی بہت بڑی تعداد کا نوٹس لیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ایک جنرل منیجر اور چیف انجینئر پر 100 بھینسوں کے خرچے سے زیادہ اخراجات آتے ہیں اور یہ تمام بوجھ ٹیکس دہندگان پر پڑتا ہے جن کی چیخیں اس وقت ملک کے گوشے گوشے میں سنی جا رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بلاوجہ بنائی گئیں نقصاندہ کمپنیوں کو تحلیل کر کے واپڈا کی سابقہ حیثیت کو بحال کیا جائے تاکہ سالانہ اربوں روپے کے اخراجات کی بچت ہو اور ایک بہترین ادارے کے ذریعے سستی بجلی پیدا کر کے اور لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ کر کے ملک کو معاشی ترقی کی ڈگر پر دوبارہ گامزن کیا جائے۔ اس طرح کمپنیوں کے خاتمے اور واپڈا کی بحالی سے اربوں روپے کا فائدہ ہو سکتا ہے اور نچلے دفاتر میں اسٹاف کی کمی کو پورا کرنے سے کارکنوں کی جانوں کی حفاظت اور صارفین کی خدمات میں بہتری لا کر ادارے پر صارفین کا اعتماد بھی بحال ہو سکتا ہے۔

بجلی کے شعبے میں کوٹ ادو پاور ہاؤس اور کے الیکٹرک کی نجکاری کو دیکھا جا سکتا ہے جس میں سستی بجلی پیدا کرنے والے کوٹ ادو پاور ہاؤس کا کھربوں روپے کا فائدہ ملک کے بجائے سرمایہ داروں کو ملا اور کے الیکٹرک کی نجکاری کراچی کے عوام کیلئے وبال جان بن چکی ہے معمولی سی بارش میں عوام کی جانیں جا رہی ہیں اور اگر حکومت سبسڈی نہ دے تو کراچی میں بجلی بہت مہنگی ہوگی اور اس سے ملک کے مختلف حصوں میں بجلی کے حوالے سے اختلافات ظاہر ہو گئے جو کہ ملک کی یکجہتی کیلئے بھی نقصاندہ ہے۔ اس وقت سرمایہ دار طبقے کی نظریں منافع بخش بجلی کمپنیوں پر لگی ہوئی ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ گدو پاور ہاؤس، آئیسکو، لیسکو اور این ٹی ڈی سی کی کمپنیاں جو اربوں روپے کماتی ہیں انہیں خرید کر بجلی کو مزید مہنگا کر کے عوام کی خوشحالی کو چھین لیں۔ پاور سیکٹر میں ایسے تمام غلط فیصلوں کا جائزہ لینا ملک کے مفاد اور ملک کو مزید معاشی تباہی سے بچانے کیلئے ضروری ہے۔

پاکستان کو آگ کا دریا نہیں بننے دینگے

الیاس محمد حسین

بھارتی جاسوس کلبھوشن یادیو نے تو اعتراف کر لیا تھا کہ وہ پاکستان میں دہشت گردی کے متعدد واقعات میں براہ راست ملوث رہا ہے پاکستانیوں کی اکثریت کا کہنا ہے کہ اس قدر خطرناک دہشت گرد کو پھانسی کیوں نہیں دی جا رہی حالانکہ عالمی عدالت انصاف کے بھارتی جاسوس کلبھوشن یادیو بارے فیصلہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں بھارت ملوث ہے خاص طور پر بلوچستان میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت حالات خراب کئے جا رہے ہیں بھارتی جاسوس کی گرفتاری تو کچھ ماہ کی بات ہے۔۔۔اس کا انکشاف تو عالمی عدالت انصاف کے فیصلہ سے ہو گیا ہے لیکن بہت سے باخبر لوگ، محب وطن پاکستانی اور عوام کی اکثریت کو اس بات کا بخوبی پتہ تھا یہ سب کے سب علم نجوم جانتے ہیں نہ ان کو دلوں کے بھید معلوم ہے سیدھی سی بات یہ ہے کہ بھارت نے آج تک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا اور انڈیا میں کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو صدر مسلمان ہو یا وزیر اعظم سکھ یا پھر ہندو۔۔۔اس نے پاکستان کو ہمیشہ اپنی تعصب کی عینک سے ہی دیکھا ہے ہمارے بیشتر رہنما یہ تو اکثر کہتے ہیں کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں بیرونی ہاتھ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کچھ پاکستان دشمن طاقتیں ہمارے ملک کا امن برباد کرنا چاہتی ہیں ان سے پوری قوم کو خبردار رہنے کی ضرورت ہے لیکن کھل کر بھارت کا نام لینے سے وہ گھبراتے ہیں یا شرماتے ہیں۔ کیا یہ بھی عجیب بات نہیں کہ ہم اپنے ظاہری دشمن کا نام لینے سے کیٰ کتراتے ہیں وہ دشمن جس نے پاکستان کو دولخت کر ڈالا۔۔۔وہ دشمن ملک جس وزیر اعظم اندرا گاندھی نے سقوط ڈھاکہ کے وقت بڑے غرور سے کہا تھا "ہم نے دو مسلمانوں کا دو قومی نظریہ سمندر میں ڈبو ڈالا"۔۔۔۔وہ دشمن ملک جو آج بھی اپنے دریاؤں پر ڈیم بنا کر عالمی قوانین کا تمسخر اڑا رہا ہے تاکہ پاکستان کو بنجر بنا ڈالے۔۔۔یہ بھی بھارت کی دشمنی کا ہی ایک انداز ہے کہ جب اس کے ندی نالوں میں طغیانی آ جاتی ہے تو وہ پاکستانی دریاؤں میں پانی چھوڑ دیتا ہے جس سے پاکستان میں سیلاب آ جانے سے قیامت صغریٰ بپا ہو جاتی ہے۔۔۔یہ وہی دشمن ملک ہے جس نے آج تک اقوام متحدہ کی قراردادوں کا احترام نہیں کیا وادی کشمیر میں ظلم و بربریت کا بازار گرم ہے اور ایک لاکھ کشمیری مسلمان اپنے خطہ کی آزادی کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں مگر بھارت نے ان کو حق خود ارادیت دینے سے انکار کر دیا ہے یہ سب حقائق تاریخ کے سینے پر رستے ہوئے ناسور کی مانند ہیں۔۔۔یہ بھی حقیقت ہے کہ بھارت میں کوئی حادثہ، دہشت گردی یا کوئی خوفناک واقعہ رونما ہو جائے بھارتی نیتا فی الفور پاکستان پر الزام لگانا شاید اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔۔۔ان تمام تر حقائق کی روشنی میں یہ عجیب بات نہیں ہمارے حکمران بھارت سے دوستی کیلئے مرے جا رہے ہیں بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کی باتیں ہو رہی ہیں اور ہمارے کچھ نام نہاد دانشور پاک و ہند کی تقسیم کے ہی خلاف ہیں اور وہ بارڈر کو ایک لکیر کا درجہ دیتے ہیں ان کا خیال ہے کہ یہ دونوں ممالک کے درمیان یہ لکیر کا فرق بھی ختم ہو جانا چاہیے۔۔۔ان لوگوں کو شاید یہ معلوم نہیں کہ پاکستان کے قیام کیلئے کتنی قربانیاں دی گئی تھیں کتنے ہزار لوگوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا گیا۔۔۔کتنی عفت مآب بیٹیوں کی عصمت کو تار تار کیا گیا۔ بلوائیوں نے کمسن بچوں کے لاشوں کو نیزے کی انی یا کرپان کی نوک پر لہراتے پھرتے۔ رقص کیا۔۔۔کاش قیام پاکستان کے وقت ایک نئے ملک میں آنے کا تصور لئے جن بچے، بوڑھوں، جوانوں، بیٹیوں اور بہنوں پاکستانیوں کو بے رحمی سے ٹوٹے ٹوٹے کیا گیا امرتسر سے آنے والی اس لہولہان ٹرین کو اسی حالت میں لاہور کے عجائب گھر رکھ دیا جاتا تو آج کی نسل، نام نہاد دانشوروں اور بھارت کی محبت میں راگ الاپنے والوں کو بخوبی علم ہو جاتا کہ پاکستان کیسے بنا؟۔۔۔یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ پاکستان کے حالات خراب کرنے، طے شدہ امور کو متنازعہ بنانے اور قومی اتفاق رائے میں رخنہ ڈالنے میں ہمارے پڑوسی ملک کا بہت بڑا کردار ہے شنید ہے کہ کالا باغ ڈیم پر چاروں صوبوں میں اتفاق و مفاہمت نہ ہونے میں بھی بھارت کا کلیدی کردار ہے یہاں تک کہا جا رہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کے ایشو پر بھارت کئی پاکستانی سیاستدانوں کی مالی معاونت کر رہا ہے۔ اس صورت حال میں کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں بھارت ملوث ہے خاص طور پر بلوچستان میں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت حالات خراب کئے جا رہے ہیں تو ان حقائق نے کچھ نئے سوالات کو جنم دیا ہے۔۔۔کہ ماضی کی پاکستانی حکومتیں اس دراندازی پر تنگ بھارتی سرکار سے باقاعدہ احتجاج کیوں نہیں کرتی رہیں؟۔۔۔دوسرا حالات بہتر بنانے کیلئے پاکستانی حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں اس سے قوم کو باخبر کیا جائے۔ تیسرا پاکستان میں انتہا پسندی و دہشت گردی میں جو قوتیں ملوث ہیں یا ہمارے ملک میں جو ان کے آلہ کار ہیں ان کے بارے کیا حکمت عملی طے کی گئی ہے اس پر ٹھنڈے دل و دماغ سے ٹھوس منصوبہ بندی کئے بغیر پائیدار امن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا یہ سارے حقائق بتانے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم لٹھ پکڑ کر انڈیا کی درگت بنا ڈالیں حکومت اور صرف پاکستان کی حکومت کو یہ حق ہے بلکہ اس کا فرض ہے کہ پاکستان کے مفادات کیلئے جو ہو سکے کرے تمام قومی معاملات میں قوم کو اعتماد میں لینے کی روایت ڈالنی چاہیے۔ ایک اور بات یہ ہے کہ ہم پاکستانی سب ہمسایہ ممالک کے ساتھ پرامن لیکن باوقار تعلقات برابری کی بنیاد پر چاہتے ہیں ہمارا موقف یہ ہے کہ دنیا بھر کے تمام ممالک ہماری آزادی و خود مختاری کا احترام کریں پاکستان دوسروں سے متعلق ایسے ہی جذبات رکھتا ہے۔ قوم کو آج یہ طے کرنا ہوگا کہ ہم پاکستان کو آگ کا دریا نہیں بننے دینگے اس کی خاطر ہم قربانی کیلئے خود کو تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

چیف ایڈیٹر و پبلشر محمد اسحاق نے سعید پرنٹنگ پریس مشن روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر دفتر ہفت روزہ مسائل کوئٹہ آرٹ سکول روڈ کوئٹہ سے شائع کیا۔ فون نمبر: 081-2822725

ڈپٹی ایڈیٹر: غضنفر محمد کھیتران
چیف رپورٹر: نثار محمد کھیتران

آپ بھی لکھ سکتے ہیں

سیاسی، سماجی، معاشی موضوعات کے متعلق اپنی مختصر مگر جامع تحریریں صاف ستھرے انداز میں ہمیں بھیجیں ہم انہیں اپنے اخبارات کی زینت بنائیں گے۔ رابطہ نمبر: 03327865820 واٹس اپ: 03136823946 Email: masaelqta@gmail.com

(ادارے کا کالم نگاروں / مضمون نگاروں کی ذاتی رائے اور ان کے مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں) ادارہ

بلوچستان کی ترقی اور عمران خان کا عزم!!

وزیر اعظم عمران خان نے وزیر اعلیٰ جام کمال سے ملاقات کے موقع پر بات چیت کرتے ہوئے ایک بار پھر بلوچستان کی ترقی کے عزم کا اعادہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت کے جاری اقدامات کے ثمرات عام عوام تک پہنچنے لگے ہیں عوام کی خدمت کا مشن جاری رہے گا اور بلوچستان کی ترقی کا خواب عملی طور پر منتقل کیا جائے گا۔ وزیر اعظم عمران خان سے وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال خان نے اسلام آباد میں ملاقات کی۔ ملاقات میں صوبے میں امن و امان کی صورتحال سمیت مختلف امور زیر غور آئے۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ جام کمال خان نے کہا کہ وزیر اعظم عمران خان کی سربراہی میں وفاقی حکومت کی بہتر حکمت عملی کی وجہ سے کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ کم ہوا ہے، ریکارڈ ترسیلات حکومت پر اعتماد کی مثال ہیں، قرضہ جات کی ادائیگی سے ملکی معیشت پر بوجھ کم ہوگا جس کا براہ راست فائدہ عوام کو جائیگا، وفاقی اور صوبائی حکومتیں عوام کی خدمت کے لئے دن رات کوشش کر رہی ہیں امید ہے کہ ان کوششوں کے ثمرات عوام تک جلد پہنچیں گے، انہوں نے کہا کہ ملک حقیقی ترقی کی جانب گامزن ہے۔ وزیر اعظم عمران خان نے کہا کہ وفاقی حکومت بلوچستان کی ترقی و خوشحالی پر خصوصی توجہ دے رہی ہے صوبے کی ترقی حکومت کی اولین ترجیح ہے ہم سیاست سے بالاتر ہو کر ملک کو صحیح سمت پر گامزن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ملکی اداروں اور معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے اقدامات جاری ہیں جنکے ثمرات نظر آنے شروع ہو گئے ہیں، انہوں نے کہا کہ اپوزیشن ملک میں انتشار چاہتی ہے لیکن ہم صبر و تحمل کا مظاہرہ کر رہے ہیں کسی کے بھی دباؤ میں آئے بغیر ملک کی خدمت جاری رکھیں گے اور پاکستان و بلوچستان کو اپنے پیروں پر کھڑا کریں گے۔ امر واقعی یہ ہے کہ بلوچستان سمیت ملک بھر میں فی الواقعی حکومت کے جاری اصلاحاتی اقدامات کا مثبت اور نتیجہ خیز نتائج برآمد ہو رہے ہیں جیسا کہ وزیر اعظم عمران خان نے تذکرہ کیا ہے یقیناً اس بات میں شک و شبے کی کوئی گنجائش ہے کہ موجودہ حکومت جب بنی تو اس وقت بلوچستان سمیت ملک بھر مسائل کی بہتات تھی قومی خزانہ خالی معیشت عدم استحکام کا شکار تھی ان حالات میں موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی اور وزیر اعظم عمران خان کی قیادت میں حکومت نے معیشت کی بہتری و بحالی اور ملک و قوم کو درپیش مسائل و مشکلات کے خاتمے و ازالے کے لئے اقدامات کا ایک خوش آئند سلسلہ شروع کیا رہ گئی بلوچستان کی بات تو اس حقیقت سے بھلا کسے انکار ہو سکتا ہے کہ بلوچستان ملک کا سب سے وسیع و عریض اور انتہائی اہم صوبہ ہے جس کی تعمیر و ترقی کے لئے ماضی میں حکومتوں نے اس طرح سے اقدامات نہیں اٹھائے جن کی ضرورت تھی موجودہ حکومت اس بابت اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے آگاہ ہے اور اس ضمن میں وفاقی حکومت وزیر اعلیٰ جام کمال کی قیادت میں قائم مخلوط صوبائی حکومت کے ساتھ ہر ممکن تعاون کر رہی ہے ملکی تاریخ میں پہلی بار وفاقی بجٹ میں بلوچستان کے لئے خاطر خواہ فنڈ رکھے گئے ہیں ان منصوبوں کی تکمیل سے بلوچستان میں ترقی کے نئے دور کی شروعات ہوں گی یہاں صوبے میں وزیر اعلیٰ جام کمال کی قیادت میں مخلوط صوبائی حکومت صوبے کے دیرینہ اور سلگتے عوامی مسائل کے حل کے لئے ہر سطح پر اقدامات اٹھا رہی ہے اور ہمیں امید ہے کہ اگر ان اقدامات کا سلسلہ جاری رہا تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب بلوچستان باقی صوبوں کے برابر آ کر ملکی تعمیر و ترقی میں اپنا فعال و متحرک کردار ادا کرے گا اور یہاں کے لوگ ترقی اور خوشحالی کے ثمرات سے مستفید ہو سکیں گے اس وقت دیکھا جائے تو بلوچستان میں ہر گزرتے دن کے ساتھ مثبت معاشی سرگرمیاں بڑھ رہی ہے ترقیاتی عمل خوش اسلوبی سے آگے بڑھ رہا ہے اور عوام ایک خوش گوار تبدیلی محسوس کر رہے ہیں۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ وفاقی حکومت مستقبل میں بھی بلوچستان حکومت کے ساتھ ہر ممکن مدد و معاونت کی خو برقرار رکھے تاکہ بلوچستان کی ترقی اور خوشحالی کے ہدف کا حصول ممکن ہو سکے۔

Terror fight gains won't be wasted to suit 'vested agenda': COAS

ISLAMABAD: The army said on Monday that it stood ready to assist 'national institutions' in accordance with the country's Constitution.
Chief of the Army Staff Gen Qamar Bajwa, while chairing a corps commanders meeting at the General Headquarters, said: "Pakistan Army as organ of the state will continue to support national institutions as and when asked as per Constitution."
The meeting, which is a monthly feature at the GHQ, is attended by the army's top brass, including corps commanders, principal staff officers at the headquarters, and the chiefs of military's intelligence services.
The Inter-Services Public Relations, which released quotes from the army chief's remarks at the conference, did not say in which context they were made.
The comments, however, came in the backdrop of Jamiat Ulema-i-Islam-Fazl's (JUI-F) ongoing sit-in in Islamabad and demand for resignation of Prime Minister Imran Khan and holding of fresh elections in the country.
Bajwa says Army will help national institutions as allowed in Constitution
The government, under Article 245 of the Constitution, can call the armed forces to its aid in emergency situations.
JUI-F chief Maulana Fazlur Rehman last Friday gave a two-day deadline for the prime minister to resign and had threatened to march to D-Chowk, in front of Parliament House, but was later forced to go soft on that after failing to get backing of key opposition parties — Pakistan Muslim League-Nawaz and Pakistan Peoples Party.

کیا خون عطیہ کرنے کے فوائد جانتے ہیں؟

تحریر نگار: عابد عمر جنرل نالج بلوچستان

انسانی جسم کا ایک لازمی جز و خون ہے جو دل اور شریانوں کے ذریعے جسم کے اعضاء میں گردش کرتا رہتا ہے۔ کسی بھی انسان کو شدید بیماری، سرجری اور حادثاتی صورتحال میں خون، پلازما، سفید خلیات (وائٹ سیلز) کی ضرورت ضرورت پیش آسکتی ہے۔ قیمتی انسانی جانوں کو بچانے کیلئے خون کے عطیات انتہائی اہم اور ضروری ہیں۔

کسی بھی ضرورت مند مریض کو خون عطیہ کرنا صدقہ جاریہ میں شمار ہوتا ہے، جبکہ کسی دوسرے انسان کی مدد سے قدرت الٰہی کی جانب سے قلبی سکون وراحت حاصل ہوتی ہے اور انسان ہر قسم کی آفات اور محرومیوں سے نجات پاتا ہے۔ قرآن پاک کی سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کی جان بچانے کو پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف قرار دیا ہے۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ خون عطیہ کرنے سے انسان کی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں جبکہ یہ بات بالکل درست نہیں۔ ہر تندرست انسان کے بدن میں تقریباً ایک لیٹر (یعنی دو سے تین بوتلیں) اضافی خون ہوتا ہے۔ ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ ہر تندرست انسان کو سال میں کم از کم دو مرتبہ خون کا عطیہ ضرور دینا چاہیے۔ اس سے صحت پر کسی قسم کے منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے بلکہ خون کا عطیہ دینے والے افراد زیادہ صحت مند رہتے ہیں۔ خون عطیہ کرنے میں جتنا خون لیا جاتا ہے، اس کی کمی انسانی جسم تین دن میں پوری کرلیتا ہے، جبکہ خون کے خلیات 56 دن میں مکمل طور پر دوبارہ بن جاتے ہیں۔ خون کے یہ نئے خلیات، پرانے خلیوں سے زیادہ صحت مند اور طاقتور ہوتے ہیں جو انسان کو کئی امراض سے بچاتے ہیں۔

مگر کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ عادت جسم کے لیے فائدہ مند بھی ثابت ہوسکتی ہے؟

اگر نہیں تو اس کے فوائد درج ذیل ہیں۔

دوران خون میں بہتری کا امکان

طبی ماہرین کے مطابق خون کا اکثر عطیہ کرنا دوران خون کے نظام میں بہتری لانے کا باعث بنتا ہے کیونکہ اس سے شریانوں کو نقصان کم پہنچتا ہے جس سے خون کے بلاک ہونے کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے۔ آسان الفاظ میں ایسے افراد میں ہارٹ اٹیک کا خطرہ 80 فیصد تک کم ہوسکتا ہے۔ ماہرین کے مطابق خون عطیہ کرنے والے افراد کم بیمار ہونے کے باعث ہسپتال بھی بہت کم داخل ہوتے ہیں اور وہاں بھی ان کا قیام مختصر عرصے کے لیے ہوتا ہے، جبکہ ہارٹ اٹیک، کینسر اور فالج وغیرہ کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے۔

مفت طبی چیک اپ

خون عطیہ کرنے سے قبل لگ بھگ ہر فرد کا طبی چیک اپ ہوتا ہے جس میں جسمانی درجہ حرارت، دل کی دھڑکن، بلڈ پریشر اور ہیموگلوبن کی سطح کو دیکھا جاتا ہے، اسی طرح خون اکٹھا کیے جانے کے بعد اسے لیبارٹری بھیجا جاتا ہے جہاں اس کے مختلف قسم کے ٹیسٹ کیے جاتے ہیں تاکہ جانا جاسکے کہ وہ خطرناک مرض سے آلودہ تو نہیں، جس سے لوگوں کو بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔

آئرن کی سطح متوازن رہتی ہے

صحت مند بالغ افراد کے جسم میں پانچ گرام آئرن کی موجودگی ضروری ہوتی ہے جن میں سے بیشتر خون کے سرخ خلیات میں ہوتی ہے، جبکہ بون میرو میں بھی یہ جز پایا جاتا ہے۔ جب خون عطیہ کیا جاتا ہے تو کچھ مقدار میں آئرن بھی کم ہوتا ہے، جو کہ عطیہ کیے جانے کے بعد خوراک سے دوبارہ بن جاتا ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق آئرن کی سطح میں اس طرح کی تبدیلی صحت کے لیے بہتر ہوتی ہے کیونکہ اس جز کی بہت زیادہ مقدار خون کی شریانوں کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے۔

لمبی زندگی کا امکان

ایک تحقیق کے مطابق جو لوگ رضا کارانہ بنیادوں پر خون کا عطیہ کرتے ہیں، ان میں مختلف امراض سے موت کا خطرہ کم ہوتا ہے اور اوسط عمر میں چار سال تک کا اضافہ ہوجاتا ہے۔

خون دینے کے بے شمار فوائد ہیں پہلا تو کسی انسان کی جان بچانا ہے اگر دیکھا جائے تو اس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی فائدہ ہی نہیں لیکن پھر بھی میڈیکلی نقطہ نظر سے بھی اس کے بہت سے فوائد ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ ہر انسان کے بدن میں اس کی ضرورت سے اضافی 3 بوتل خون کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ ایک تندرست انسان مرد و عورت ہر 3 ماہ کے بعد ایک خون کی بوتل عطیہ میں دے سکتا ہے اسکا فائدہ آپکے جسم کو یہ ہوگا کہ آپ کا کیسٹرول بھی قابو میں رہے گا اور آپکو موٹاپا بھی نہیں ہوگا اور ہارٹ اٹیک ہونے کا خدشہ بھی کم ہوگا۔ اور خون جو عطیہ میں دیا گیا ہے وہ پھر 3 ماہ کے اندر نیا بن جاتا ہے۔

ایک مشاہدہ کے مطابق جو مرد و خواتین خون کا عطیہ ہر 3 ماہ کے بعد دیتے ہیں انکو موٹاپے کی بیماری اور ہارٹ اٹیک کی بیماری لاحق نہیں ہوتی اور دیگر خون پیدا کرتا ہے اسکی وجہ سے جسم میں چستی پیدا ہوتی ہے اگر خون دینے اتنے فوائد ہیں تو ہم پیچھے کیوں ہٹ جاتے ہیں

ہاتھ بڑھاو، مدد کرو جان بھی بچاو، اور خود بھی تندرست رہو

یہ بھی ضروری ہے کہ ایک بار خون کا عطیہ دینے کے بعد دوبارہ تین ماہ یا اس کے بعد دینا چاہیے۔ امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کی ایک ریسرچ کے مطابق جو لوگ وقتاً فوقتاً خون کا عطیہ دیتے ہیں، ان میں دل کا دورہ پڑنے اور کینسر لاحق ہونے کے امکانات 95 فیصد تک کم ہوجاتے ہیں۔ جسم میں آئرن کی زیادہ مقدار اور اس کے کم اخراج کی وجہ سے آئرن انسان کے دل، جگر اور لبلبے کو متاثر کرتا ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ جسم میں آئرن کی مقدار کو متوازن رکھنے کیلئے خون عطیہ کرنا ایک نہایت مفید عمل ہے۔ اس عمل سے رگوں میں خون کے لوتھڑے بننے (انجماد) کو روکنے اور جسم میں خون کے بہتر بہاؤ میں مدد ملتی ہے۔ باقاعدگی سے خون دینے والے ڈونرز موٹاپے کا شکار نہیں ہوتے کیونکہ خون دینے کا عمل جسم کی چربی کو کم اور وزن کنٹرول کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ خون عطیہ کرنے کے بعد نئے خون کے بننے سے چہرے پر نکھار پیدا ہوتا ہے اور یہ چہرے پر بڑھاپے کے اثرات کو زائل کرتا ہے۔

دنیا کے دیگر ممالک میں خون کا عطیہ دینے والے افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن افسوس کہ ہمارے ملک میں صرف 1 سے 2 فیصد ایسے افراد ہیں جو رضا کارانہ طور پر خون کا عطیہ باقاعدگی سے دیتے ہیں جبکہ دیگر افراد حادثات یا دیگر سنگین صورتوں میں خون عطیہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ہر وہ شخص جس کی عمر 17 سے 50 سال اور وزن تقریباً 50 کلو سے زائد ہو، وہ خون کا عطیہ دے سکتا ہے۔

اس کے علاوہ عطیہ شدہ خون کی جدید مشینوں پر 7 طرح کی ٹیسٹنگ بھی کی جاتی ہے جن میں ہیپاٹائٹس بی اور سی، ایڈز، ملیریا اور آتشک کے ٹیسٹ شامل ہیں؛ اور اس کی مکمل رپورٹ مع ہیموگلوبن اور بلڈ گروپ کے مہیا کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ڈونر اپنی کسی بھی پوشیدہ بیماری کے لاعلاج ہوجانے سے پہلے ہی آگاہ ہو جاتا ہے۔ اگر عام حالات میں یہ ٹیسٹ کسی معیاری لیبارٹری سے کروائے جائیں تو ان کا معاوضہ ہزاروں روپے ہوتا ہے، جبکہ خون عطیہ کرتے وقت یہ ٹیسٹ بلا معاوضہ ہوجاتے ہیں۔

ماہرین صحت کے مطابق ہمارے جسم میں خون کی زندگی محض 120 دن ہوتی ہے۔ تو کیوں نہ ہم وہ خون ضائع ہونے سے بچائیں، اپنے اندر خدمت خلق کا جذبہ بیدار کریں، خون کا عطیہ دیں اور کسی کی زندگی بچائیں۔

کوئٹہ شہر کے اہم ٹیلی فون نمبرز

پولیس

ریلوے اسٹیشن:	9201490
کینٹ پولیس اسٹیشن:	9201087
بجلی روڈ پولیس اسٹیشن:	9202042
سٹی پولیس اسٹیشن:	9201250
گوالمنڈی پولیس اسٹیشن:	1217
پشتون آباد پولیس اسٹیشن:	2664040
قائد آباد پولیس اسٹیشن:	9202218
انڈسٹریل پولیس اسٹیشن:	92111050
پولیس لائن:	9201435
کچلاک پولیس اسٹیشن:	2890234
سریاب پولیس اسٹیشن:	9211080
بروری پولیس اسٹیشن:	2853610
نیو سریاب پولیس اسٹیشن:	2892033
شالکوٹ پولیس اسٹیشن:	2460190
ایمرجنسی سینٹر:	15
ایمرجنسی سینٹر (A):	9202555
ایمرجنسی سینٹر (B):	9202777
سول لائن پولیس اسٹیشن:	9202730
کرائمز برانچ:	9201418
صدر پولیس اسٹیشن:	9201435
ٹریفک ایمرجنسی:	9201991
سیٹلائٹ ٹاؤن پولیس اسٹیشن:	9211707
سی آئی اے:	9202253
ایئر پورٹ پولیس اسٹیشن:	2880387

بجلی

مرکزی شکایات سینٹر:	18
کوئٹہ سٹی ڈویژن:	9202027
ریونیو آفس سریاب:	9211341
سب ڈویژن کرانی:	2442834
کچلاک سب ڈویژن:	2890075
گوالمنڈی سب ڈویژن:	2869001
لیاقت بازار شکایت آفس:	9201459
بروری سب ڈویژن:	2828400
زرغون آفس:	2823403
سپرنٹنڈنٹ انجینئر کوئٹہ:	9202003

پی آئی اے

انکوائری:	117
ایکس چینج:	9201993/9202632
ریزرویشن:	9201066
ایئر پورٹ انکوائری:	114
ٹیلی چینج:	9203873
ایئر پورٹ ایکسچینج:	2880213/6
فریکلی:	2880028

ہسپتال

ایدھی سینٹر:	2830861/115
عمر فاؤنڈیشن:	2837296
سول ہسپتال ایمبولینس:	9202017
سول ہسپتال ایکس چینج:	9202017
کرسچن ہسپتال:	2842697
وفاقی میڈیکل سینٹر:	9211636
ہیلپر آئی ہسپتال:	9211087
ریلوے ہسپتال:	9211078
لیڈی ڈفرن ہسپتال:	2836532
فاطمہ جناح ٹی بی سینٹوریم:	2853618
چلڈرن ہسپتال:	2823705/11
مائیکو شہید ٹرسٹ	2824875/2828383
پاکستان جنرل ہسپتال	2842043/2842295
جیلانی ہسپتال:	2447183
ایل آر بی ٹی:	2850362
شعبہ حادثات سول ہسپتال / ایمرجنسی:	137
بی ایم سی:	2823618/2830553
فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سینٹر:	2664461

فائر بریگیڈ

سٹی فائر بریگیڈ:	2841118/920264
سرکلر روڈ:	9201066/16
کنٹونمنٹ بورڈ:	9201629

واسا شکایات

انکمپین:	9211612
سب آفس مالی باغ:	9202299
کواری روڈ:	9202846
ایوب اسٹیڈیم:	9202708

ٹیلی فون

ہیلپ لائن:	1236
شکایات:	1218
بلنگ ہیلپ لائن:	1200

دیگر اہم نمبرز

پی ٹی وی سینٹر:	9202626
ریڈیو پاکستان:	9202393
کوئٹہ پریس کلب:	2821731
بلوچستان بورڈ:	9202791

کوئٹہ شہر میں گیس ناپید شہری ٹھنڈ میں مرنے لگے

خصوصی رپورٹ

کوئٹہ میں موسم تبدیل ہوتے ہی گیس پریشر انتہائی کم ہو گیا صبح اور شام کے اوقات میں کھانا پکانا مشکل ہو جاتا ہے۔لوگوں کو بچوں کیلئے ہوٹلوں سے ناشتہ لانا پڑتا ہے، جب سردی میں ہیٹرز جلائے جائینگے تو کیا صورتحال ہوگی سوئی سدرن گیس کمپنی کا ایک ہی کام ہے کوئٹہ شہر میں تیز رفتار میٹرز کی تنصیب اور صارفین کو بھاری بلز ارسال کرنے میں مصروف ہے لوگ ہر سال موسم سرما میں ٹھٹھرتے ہوئے گزار دیتے ہیں ۔ عوامی حلقے گیس کمپنی

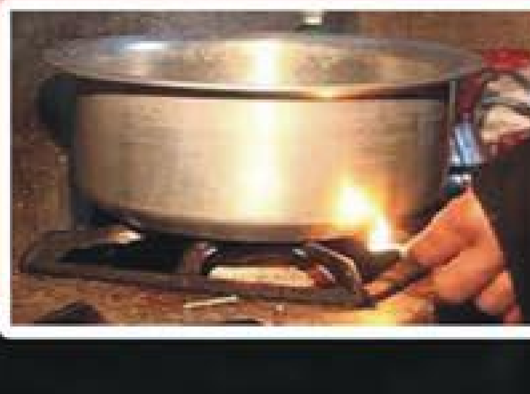

کے حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ شہریوں کو گیس کی سپلائی یقینی بنانے اور پریشر کا مسئلہ حل کرنے کیلئے اقدامات

اٹھائے تا کہ لوگوں کو دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے اور غریب عوام کب تک بچوں کیلئے ناشتہ باہر سے لائیں گے۔ کوئٹہ شہر میں گیس کی لوڈشیڈنگ اور پریشر کی کمی کے باعث شہریوں کو درپیش اذیت ناک صورتحال پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عوامی حلقوں نے سوئی سدرن گیس کمپنی کے عوام دشمن اقدامات کی شدید مذمت کی سوئی سدرن گیس کمپنی کے حکام کی صارفین کو سہولیات کی فراہمی، گیس کی مکمل پریشر کے ساتھ فراہمی ودیگر بیانات صرف اور صرف اخباری بیانات، تقاریب اور سوشل میڈیا تک محدود ہیں۔کوئٹہ شہر کے کواری روڈ، زمان روڈ، جان محمد روڈ، سرکی روڈ، پشتون آباد، شالدرہ، ازبک چوک، کلی مسلم آباد سبزل روڈ اور ملحقہ علاقے، سریل، عالمو کلی برات، سریاب روڈ، قلندر مکان، بلوچی اسٹریٹ، ٹین ٹاون ہزارہ ٹاون، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرکی کلاں، اڈہ پشتون آباد، کاسی روڈ، تختانی بائی پاس، ارباب کرم خان روڈ، شیخان، دیبہ، ترخہ، بروری روڈ، ہزارہ ٹاؤن، پشتون باغ، خروٹ آباد، علمدار روڈ، طوغی روڈ، تیل گودام، ناصر آباد، مری آباد، مومن آباد، سید آباد، پیر محمد روڈ، سبزی منڈی، فتح خان روڈ، جی او آر کالونی، نیو اگلیلانی، پشتون درہ، افغان درہ، پشتون مینہ، محمود مینہ، لوہڑ کاریز، نیو ہزارہ ٹاون، علی آباد، اے ون سٹی، فیصل ٹاون، بلوچ ٹاون، پشتون باغ، خروٹ آباد، مغربی بائی پاس سے ملحقہ علاقے، کچلاغ، نوحصار، سمنگلی، بلیلی، نواں کلی، لیبر کالونی، بشیر آباد، ترین شار، ہنہ اوڑک، سرہ غوڑگئی، ملیزئی ناصران وگرد نواح سمیت شہر کے وسطی علاقوں میں بھی گیس کی لوڈشیڈنگ اور پریشر میں شدید کمی کا سلسلہ جاری ہے جس کے باعث صارفین اور شہریوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

صبح کے وقت، سہ پہر اور بالخصوص شام سے لیکر رات گئے تک گیس کی پریشر انتہائی کم کردی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا علاقوں کے عوام وفود کی شکل میں وقتاً فوقتاً بارہا اس مسئلے پر سوئی سدرن گیس کمپنی کے حکام کو آگاہ کر چکے ہیں لیکن حکام کی جانب سے سردی کے موسم میں گیس کے اضافے میں زیادہ استعمال کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ چونکہ استعمال زیادہ ہو چکا ہے اس لیئے پریشر میں کمی ہے حالانکہ یہ سلسلہ موسم گرما میں بھی جاری رہا جس کی کئی بار عوامی حلقوں نے اس حوالے سے نشاندہی پہلے ہی کردی تھی۔کہ اگر گیس کو زیادہ پریشر کے ساتھ فراہم کیا جائے تو یقیناً پریشر کی کمی کا مسئلہ حل ہوگا اور گیس لوڈشیڈنگ کا بھی خاتمہ کیا جائیں کیونکہ ماضی میں بھی کئی افسوسناک واقعات میں بچوں، بڑوں سمیت انسانی قیمتی جانیں ضائع ہوئی جس کی ذمہ داری بھی سوئی سدرن گیس کمپنی ہے۔ سوئی سدرن گیس کمپنی کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ فی الفور عوام کو درپیش اذیت ناک صورتحال کا بروقت نوٹس لیکر ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرے اور بلاتعطل گیس کی مکمل پریشر میں فراہمی کو یقینی بنائیں۔

کوئٹہ شہر کے اکثر علاقوں میں گیس کی بندش اور پریشر میں بدترین کمی پر محکمہ سوئی گیس کے بااختیار آفیسران کی کارکردگی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے شہریوں نے کہا ہے کہ گذشتہ ایک مہینے سے جس طرح گیس کی بندش یا کم پریشر کے ساتھ کوئٹہ کے شہریوں کو گیس فراہم کرنے کا سلسلہ جاری ہے اس سے لگتا ہے کہ محکمہ گیس صارفین کے مسائل حل کرنے میں سنجیدگی اور ذمہ داری سے گریزاں ہے، کوئٹہ کے صارفین کو گذشتہ ایک مہینے سے اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور بنادیا گیا اور محکمہ گیس کی بندش یا پریشر میں کمی کو ختم یا دور کرنے کے سلسلے میں کسی قسم کی دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کررہے ہیں۔ مسلسل اخباری بیانات کے ذریعے محکمہ سوئی گیس کو عوامی مشکلات اور پریشانیوں سے آگاہ کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود گیس پریشر کے اس گھمبیر مسئلے کا کوئی نوٹس نہیں لے رہا اور نہ محکمہ گیس کی طرف سے کوئی مثبت کارکردگی دیکھنے کو نظر نہیں آ رہی جو عوام کے زخموں پر نمک پاشی کے برابر عمل ہے۔

عوام محکمہ گیس کے خلاف احتجاج کی تیاریاں کررہے ہیں اور اگر اس محکمہ کے ذمہ داران نے اپنی کارکردگی بہتر نہ بنائی اور صارفین کو مکمل پریشر کے ساتھ گیس کی فراہمی کی ذمہ داری پوری نہ کی تو عوام احتجاج اور مظاہروں کی کال دینے پر مجبور ہو جائینگے ۔کوئٹہ کے علاقے کلی مسلم آباد سبزل روڈ میں گیس قلت' کم پریشر کا مسئلہ شدت اختیار کرنے لگا' سوئی گیس پریشر میں کمی کے باعث گھریلو صارفین کو شدید مشکلات کا سامنا ہے، کلی مسلم آباد سبزل روڈ اور ملحقہ علاقوں میں دن ہو یا رات گیس بالکل غائب رہتا ہے اور خواتین کو تہجد کے وقت بیدار ہو کر کھانا پکانا پڑتا ہے، اس پریشان کن صورتحال کے باعث طلباء وطالبات تعلیمی اداروں اور ملازمین دفاتر میں بغیر ناشتہ کیے جانے پر مجبور ہیں، کلی مسلم آباد سبزل روڈ کے شہریوں کیلئے سردیوں میں گیس کا معاملہ سردرد بنا رہتا ہے اور گرمیوں میں بجلی چین سے سونے نہیں دیتی۔

ہر آنے والی حکومت سابقہ حکومتوں پر الزام تراشی کرتی نظر آتی ہے مگر مسائل جوں کے توں برقرار رہتے ہیں علاقہ مکینوں کا کہنا ہے کہ طویل عرصے سے گیس کی لوڈشیڈنگ اور پریشر میں کمی کی شکایات درپیش ہیں، متعدد بار متعلقہ محکمے کے افسران کو شکایات درج کرائی گئیں مگر کوئی ازالہ نہیں کیا جارہا ہے ، بحالت مجبوری احتجاج کرنے پر مجبور نہ کیا جائے ، اگر اب بھی شکایات کا ازالہ نہ کیا گیا تو روڈز بلاک کرنے پر مجبور ہو جائینگے دوسری جانب موسم سرما کے آغاز کے ساتھ ہی گیس کمپنی کے بھاری بل اور کم پریشر کا سلسلہ شروع ہو گیا، شہری گیس کمپنی کی کارکردگی پر نالاں ، پریشر بہتر بنانے کا مطالبہ ، علاقہ مکینوں نے اعلیٰ حکام سمیت متعلقہ ذمہ داروں سے نوٹس لینے کی اپیل کی۔